آگ میں ہاتھ

آگ میں ہاتھ ڈال بیٹھا تھا

جانتا تھا کہ آگ سے جلنا
کس قدر کرب آزما ہوگا
کس قدر بے کراں اذیت کا
کس قدر سخت سامنا ہوگا

جانتا تھا اسی لیے تو سدا
اپنے سینے میں جل رہے جذبے
اپنی سوچوں سے دور رکھتا تھا
اور سوچوں میں جاگتے عنواں
نفس کے ہاتھ سے کچلتا تھا

https://emad-ahmad.com/

جانتا تھا کہ زندگی کا شعور
اپنے اندر کی آگ میں گُم ہے
حدِ ادراک صرف دھوکہ ہے
کہ خدا قلبِ پاک میں گُم ہے

ہاں مگر قلب آگ مانگتا ہے
پاک ہونا عذاب مانگتا ہے

پھر بھلا آگ کی طلب کرنا
ایک آتش کی سمت چل پڑنا
کیسے اپنے لیے کوئی چُنتا
کیسے خواہش کے گھاٹ سے اُٹھتا

اس لیے آنکھ ہی نہیں کھولی
اپنی ہمت کبھی نہیں تولی

https://emad-ahmad.com/

چاہتا تھا کہ راہ سادہ ہو
کسی مشکل سفر کی خواہش ہو
نہ بہت دُور کا ارادہ ہو
جستُجو ہو تو بس سُکون کی ہو
آرزوؤں کا کچھ افادہ ہو

اور پھر وہ سکون پا بھی لیا
راستہ سادہ سا بنا بھی لیا
خواہشیں دسترس میں آ بھی گئیں
زندگی مل گئی سہولت کی
آرزوؤں کا بیج سج بھی گیا

اور تب اس گھڑی کسی نے کہا
زیست ہونی ہو تو عماد سی ہو
زندگی ہو تو بس جناب سی ہو
مَیں نہیں جانتا کہ اس لمحے

https://emad-ahmad.com/

میرے اندر جمود تھا کہ اُٹھان
میرے اندر زمان تھا کہ مکان
ہاں مگر ایک سخت جھٹکا تھا
میں نے یکدم ٹھٹھک کے سوچا تھا
زیست؟ مجھ سی؟ عمادسی؟ کیونکر؟

یہ تو دھوکہ ہے نفس کا بھائی
جس کو پانی سمجھ رہے ہو میاں
یہ سرابِ حقیقتِ جاں ہے
اندھے جذبوں کا ایک طوفاں ہے

یہ کوئی مانگنے کی چیز نہیں
یہ کوئی چاہنے کی بات نہیں
مانگنا ہے تو رب سے وہ مانگو
جو نہ سادہ ہو نہ قریب بہت
جس کی منزل سکوں سے آگے ہو

https://emad-ahmad.com/

جس کا مقصد نشاطِ جان نہ ہو
بلکہ ادراکِ قلبِ روشن ہو

وہ جو ٹھٹھکا تو رُک گیا گویا
دل کہیں اور جُھک گیا گویا
بس وہ ساعت عجیب ساعت تھی
بس وہ لمحہ عجیب لمحہ تھا

حال و ماضی سے کٹ چکا تھا میں
دل کے محور سے ہٹ چکا تھا میں
جس مقدر سے بچ کے چلتا تھا
اُس کے در پر پڑا ہوا تھا میں

اس گھڑی مَیں نڈھال بیٹھا تھا!
آگ میں ہاتھ ڈال بیٹھا تھا!

https://emad-ahmed.com/